© rasailojaraid.com

رکھنے میں بھی کراہت تحریمی لازم آتی ہے، جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ائمہ و فقہاء کا ایک گروہ ایسا ہے جو سیاہ خضاب کو مکروہ تحریمی قرار دیتا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کرتا ہے، دوسرا گروہ ایسا بھی ہے جو اس کی کراہت کو محض تنزیہی قرار دیتا ہے اور اس سے اجتناب کو واجب و لازم نہیں سمجھتا۔ مشہور محدث امام زہری سیاہ خضاب کے جواز کے قائل تھے اور اسے استعمال کرتے تھے۔

بہرکیف سیاہ خضاب کے معاملے میں چونکہ اختلاف سلف سے منقول ہے اور طرفین کے استدلال کی بنا تعبیرِ روایات پر قائم ہے، اس لیے اس میں زیادہ شدت اور بحثا بحثی کا طریقہ اختیار کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

مسئلۂ تقدیر

سوال: ایک شخص نے ایک عجیب اعتراض پیدا کیا ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ مذہب کی تعلیمات کے مطابق ہر شخص کی موت کا وقت معیّن ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاخیر و تقدیم نہیں ہو سکتی۔ لیکن دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اقوامِ مغرب نے حفظانِ صحت کے اصولوں کی پابندی اور بیماریوں کی روک تھام کر کے اپنی عمروں کے اوسط میں اضافہ اور شرحِ اموات میں کمی کر لی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عمر کا بڑھانا گھٹانا اور موت کو ٹالنا انسان کے بس میں ہے۔ اس بات کو واضح کریں کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات صحیح ہے۔ آیا زندگی کی مدت اور موت کی گھڑی مقرر ہے یا اس میں ردّ و بدل انسان کے بس میں ہے؟

جواب: آپ نے جو سوال کیا ہے وہ دراصل ایک بڑے اور بنیادی سوال کا جزو ہے۔ وہ بنیادی سوال یہ ہے کہ انسان کس حد تک تقدیر اور مشیّتِ الٰہی کے تحت مجبور اور بے بس ہے اور کس حد تک اُسے ارادہ و عمل کی آزادی دی گئی ہے اور کوشش سے نتائجِ مطلوب پیدا کرنا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کس حد تک اس کے امکان میں ہے ؟ یہ سوال ایسا نہیں ہے جس کا جواب آسانی اور اختصار کے ساتھ اثبات یا نفی کی صورت میں دیا جا سکے۔ اگر جواب میں یہ کہا جائے کہ انسان اپنی تقدیر کا خالق خود ہے اور کوئی بالاتر طاقت اس کے افعال اور نتائجِ افعال پر حاوی و مؤثر نہیں ہے تو یہ بات بالبداہت غلط ہے۔ انسان جب اپنے آپ کو وجود میں نہیں لا سکتا تو جو اعمال اس کے وجود سے صادر ہوتے ہیں، ان کا فاعلِ مختار آخر وہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ پھر اگر یہ کہا جائے کہ انسان مجبورِ محض ہے اور اختیار و آزادی سے قطعی محروم ہے تو یہ بات بھی صریحاً غلط اور خلافِ عقل و مشاہدہ ہے اور یہ دین کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔

حقیقت اِن دونوں انتہاؤں کے بین بین ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک خاص پہلو سے اور ایک خاص دائرے کے اندر انسانوں کو ایک حد تک آزادی حاصل ہے اور یہ آزادی انسان اور پوری کائنات کے خالق ہی کی عطا کردہ ہے۔ لیکن اس دائرے سے باہر جا کر انسان کی آزادی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے سارے اعمال اور ان کے نتائج آخر کار مشیتِ الٰہی کے تابع ہو کر رہ جاتے ہیں۔ انسان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی آزادی یا مجبوری کے حدود کو ماپنے کی کوشش کرے یا یہ مسئلہ حل کرنے میں اپنا دماغ لڑائے کہ یہ جبر و اختیار ایک دوسرے کے ساتھ کیسے جمع ہو سکتے ہیں ؟ انسان جب تک انسانی حدود میں مقید ہے اور جب تک وہ مخلوق کے بجائے خالق نہیں بن جاتا، اس وقت تک وہ اس پیچیدہ مسئلے کی تہ اور کنہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ انسان کا کام یہ ہے کہ جس حد تک اُسے آزادی دی گئی ہے اس حد تک اُسے خالق کی رضا اور منشاء کے مطابق استعمال کرے اور جن حدود سے آگے اُسے آزادی حاصل نہیں، وہاں وہ آزاد اور خود مختار رہونے کا ادّعا نہ کرے۔

اس اصولی بات کو سمجھ لینے کے بعد آپ عمر کے گھٹنے اور بڑھنے کے سوال پر خود غور کریں۔ یہ بات آخر کس کو معلوم ہے کہ خدا نے کس شخص کی موت کے لیے کونسا وقت مقرر کیا تھا اور کسی خاص دَور یا عہد میں کسی خاص قوم کی عمر کا اوسط اس نے کیا متعین فرمایا تھا ؟ اگر اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا علم کسی کو نہیں ہے تو پھر یہ دعویٰ خود بخود بے معنی ہو جاتا ہے کہ خدا کے مقرر کیے ہوئے وقت پر فلاں شخص نہ مر سکا اور اس نے یا کسی دوسرے نے اس کی عمر میں اضافہ کر دیا۔ یہ سب دراصل بے عقلی کی باتیں ہیں جو بہت سے لوگ بے سمجھے بوجھے کرتے رہتے ہیں۔ ہمارا کام صرف یہ ہونا چاہیے کہ ہم کو خدا نے علم اور عقل کی جو طاقتیں دی ہیں، انہیں استعمال کر کے ہم امراض کے علاج اور صحت کی حفاظت کے زیادہ سے زیادہ بہتر ذرائع مہیا کریں اور ان کے مہیا ہو جانے پر خدا کا شکر بجا لائیں۔ اس سے آگے بڑھ کر کوئی چیز ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم نہ کسی کو بیمار پڑنے دیتے اور نہ کسی کو مرنے دیتے۔ لیکن مرض یا موت کو بالکل روک دینے پر نہ کبھی قدیم زمانے کا انسان قادر تھا، نہ آج کے زمانے کا کوئی بڑے سے بڑا معالج یا سائنٹسٹ قادر ہو سکا ہے۔

ضروری اعلان

(۱) منصبِ رسالت نمبر کی چند کاپیاں دفتر ترجمان القرآن میں بچی ہوئی ہیں قیمت فی کاپی ۳/۵۰ روپے ہے۔ مگر اب فی کاپی ۲ روپے مع ڈاک خرچ کے حساب سے جو اصحاب چاہیں خرید سکتے ہیں۔

(۲) ترجمان القرآن کے پرانے پرچے از جون ۴۸ء تا اکتوبر ۶۳ء دفتر میں غیر مسلسل موجود ہیں۔ ۳/ فی کاپی کے حساب سے جن اصحاب کو ضرورت ہو منگوا سکتے ہیں۔

مینجر ترجمان القرآن

اچھرہ - لاہور

© rasailojaraid.com